



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور میلاد النبی ﷺ

تحریر۔ خلیل احمد رانا

”صحابہ نے یہ عمل کیا ہو، ایک حدیث بتائیں؟ پھر آپ کو اجازت ہے جو چاہے کریں، یہ چراغاں کس صحابی نے کیا، اگر یہ چراغاں کرنا باعث اجر و ثواب ہے، یہ جلوس نکالنا، یہ خوشی کا طریقہ اللہ کے نبی کی شریعت میں ہے تو دلیل دو، کیا نبی کے صحابہ نے کیا؟“

عرض ہے کہ منکرین کو چاہئے کہ ان کاموں کے ناجائز ہونے پر شرع سے ممانعت کی کوئی دلیل بیان کریں کہ قرآن کی فلاں آیت میں ہے کہ خبردار میلاد النبی ﷺ پر چراغاں نہ کرو، جھنڈے نہ لگاؤ، کوئی ایک آیت بتائیں؟ یا کسی حدیث میں یہ ممانعت آئی ہو، یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے ان کاموں سے منع کیا ہو؟ جب ممانعت کی کوئی دلیل نہیں تو یہ کہنا کہ یہ کام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یا صحابہ کرام نے نہیں کیا، لہذا بدعت ہے یا منع ہے، یہ دھونس، دھاندلی اور لوگوں دھوکہ دینا ہے، امت محمدیہ میں انتشار و افتراق پیدا کرنا ہے۔

منکرین میلاد یہ بتائیں کہ کیا یہ شریعت کے اصول میں سے کوئی اصول ہے کہ صحابہ نے میلاد النبی ﷺ اس طرح نہیں منایا تو اس کا منانا ناجائز ہے؟ کیا شریعت کے قانون میں کوئی ایسا قانون ہے کہ جو کام صحابہ نے نہ کیا تو امت مسلمہ کو وہ کام کرنا ناجائز نہیں، کیا منکرین کے سارے کام صحابہ کرام کے معمولات جیسے ہیں؟ کیا کھانا پینا، لباس، ملازمت، شادی، غمی وغیرہ اسی طرح ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام کا تھا؟

زمانے کی ارتقاء کے ساتھ ساتھ طریقے بدلتے رہتے ہیں، ہاں خلاف شرع نہ ہوں، یہ بات یاد رکھیں! زمانہ **حکم** نہیں ہوتا کہ یہ کام فلاں زمانہ میں نہیں تھا لہذا اب ناجائز ہے، بلکہ قرآن و حدیث **حکم** ہوتے ہیں، کسی بھی کام کے متعلق یہ دیکھا جائے گا کہ یہ کام قرآن و حدیث کے خلاف ہے یا نہیں، ذکر مصطفیٰ ﷺ کرنا قرآن و حدیث کے خلاف نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

{ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا } {الحشر: ۷}

ترجمہ: اور جو رسول تمہیں دیں تو وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں تو اس سے رک جاؤ۔

معلوم ہوا کہ جس کام کا نہ حکم دیا نہ منع کیا وہ نہ واجب ہے نہ گناہ پس جاننا چاہئے کہ جو طریقِ محبت کتاب و سنت سے ثابت ہے وہ ضرور قابلِ عمل ہے اور جو کتاب و سنت میں منع ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا اگرچہ سجدہ کرنے والا کتنی ہی اعلیٰ محبت کا دعویٰ کرے مگر اس کے باوجود یہ طریقِ محبت مردود و باطل اور ضرور نا قابلِ عمل ہے باقی رہی تیسری صورت کہ نہ اس کا حکم ہے اور نہ اس سے منع کیا یعنی وہ طریقِ محبت جس سے کتاب و سنت نے سکوت کیا ہے اس سے متعلق کیا حکم ہے؟ غور سے سنئے! اس تیسری صورت کے متعلق امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ ”فتح الباری“ شرح ”صحیح البخاری“ میں لکھتے ہیں:

**إن كانت مما تدرج تحت مستحسن في الشرع فهي حسنة وإن كانت مما تدرج تحت**

**مستقبح في الشرع فهي مستقبحة وإلا فهي من قسم المباح۔**

(فتح الباری، ج ۴، ص ۲۹۲، طبعة دار الحديث، قاہرہ۔)

ترجمہ۔ اگر وہ ایسی چیز کے تحت ہے جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے تو وہ اچھی ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے تحت ہے جس کی برائی شرع سے ثابت ہے تو وہ بری ہے اور جو ان دونوں کے تحت نہ ہو تو وہ مباح قسم سے ہے یعنی اس کا کرنا یا نہ کرنا دونوں برابر ہے۔

محبت و تعظیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ تمام طریقے بھی جائز ہوں گے جو خلاف شرع نہ ہوں اگرچہ ان کا ثبوت صراحتاً قرآن و حدیث سے نہ ملے البتہ وہ طریقہ جو خلاف شریعت مطہرہ ہو جس کی ممانعت آئی ہو قابلِ عمل نہیں ہوگا۔

خود مخالفین کے ایک معتبر عالم شیخ وحید الزمان اپنی کتاب میں ایک حدیث اسی سلسلے میں لکھتے ہیں، سماعت فرمائیے:

**كل شيء لك مطلق حتى يرد فيه نهي۔**

(لغات الحديث، کتاب الطاء، ۳۸/۳، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: ہر چیز کا کرنا تجھ کو روا ہے یہاں تک کہ اس کی ممانعت میں کچھ وارد نہ ہو جائے۔ (ترجمہ از شیخ وحید

نیز شیخ وحید الزمان خود اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں یعنی قرآن یا حدیث میں اس کی ممانعت نہ آجائے یہ حدیث دین کی ایک بڑی اصل ہے تمام کھانے، پینے، پہننے کی چیزیں دنیا کے رسم و رسومات مباح (جائز) ہیں جب تک کہ ان کی ممانعت کسی نص سے ثابت نہ ہو۔

خوب یاد رکھیے! محفل میلاد ہو یا نعت خوانی، چراغاں ہو یا جلوس کی شکل میں کسی مقام پر پہنچنا تا کہ علماء کی تقریر سے استفادہ کریں، یہ امور قرون ثلاثہ میں اپنی مرّوجہ صورت میں بعینہ موجود نہ تھے مگر ان کی اصل ضرورت ملتی ہے اور یہ تمام کام محبت رسول اور تعظیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بنیاد پر کیے جاتے ہیں اور محبت و تعظیم رسول، کتاب و سنت سے اظہار من الشمس ہے پس یہ امور ایسی چیز کے تحت ہیں جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے لہذا محض قرون ثلاثہ میں ان کا ثبوت نہ ہونے سے ان کا باطل و مردود ہونا لازم نہیں ہے اگر مخالفین اپنی بات کا بھرم رکھنا چاہتے ہیں تو ان امور کی مذمت، کتاب و سنت سے بتائیں ورنہ شور نہ کریں۔

دلیل منع کرنے والے کے ذمہ ہوتی ہے، اگر کسی کام کی ممانعت شرع سے ثابت نہ ہو تو وہ مباح ہے، آپ میلاد النبی منانے کی ممانعت میں کوئی حدیث یا اقوال صحابہ یا اقوال ائمہ دکھائیں جس میں یہ الفاظ لکھے ہوں کہ خبردار میلاد النبی نہ منانا، یہ اصول معترضین اپنے ہی کسی پڑھے لکھے مستند عالم سے پوچھ لیں۔ کسی کام کا قرون اولیٰ میں نہ ہونا ممانعت کی دلیل نہیں ہوتی، ہر کام کے متعلق یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس میں مخالفت شرع تو نہیں؟ تلاوت، نعت، ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کرنا، خوشی میں روشنی کرنا، صدقات کرنا، شرع میں منع نہیں۔

سلف صالحین نے بھی میلاد منایا، خواہ ان کی نوعیت دور حاضر کے جلسوں جیسی نہ رہی ہو، چنانچہ مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تھا اور صحابہ کے زمانہ میں بھی تھا وہ لکھتے ہیں :

”اس کا وجود زمانہ نبوی اور زمانہ صحابہ کے میں بھی تھا اگرچہ اس نام سے نہ تھا، ماہرین فن حدیث پر مخفی نہ ہوگا کہ صحابہ مجالس وعظ اور تعلیم علم میں فضائل نبویہ اور ولادت احمدیہ کا ذکر کرتے تھے۔“ (مجموعہ فتاویٰ، مطبوعہ کانپور، جلد ۲، ص ۱۵۰)

علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۳ھ) شرح مقاصد میں فرماتے ہیں :

”ومن الجهلة من يجعل كل امر لم يكن في زمن الصحابة بدعة مذمومة وان لم يقم دليل على قبحة تمسكاً بقوله عليه السلام اياكم ومحدثات الامور ولا يعلمون ان المراد بذلك هو ان يجعل في الدين

ماليس منه“۔ (علامہ سعد الدین تفتازانی: شرح المقاصد : جلد ۵: ص ۲۳۲)

ترجمہ۔ ”وہ لوگ جاہل ہیں جو ہر اس کام کو بدعت مذمومہ قرار دے دیتے ہیں جو صحابہ کے دور میں نہ ہوا اگرچہ اس کی قباحت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہو اور ان کا استدلال حضور علیہ السلام کے اس ارشاد گرامی سے ہے کہ محدثات سے بچو حالانکہ وہ جانتے نہیں کہ اس سے مراد کسی ایسی شے کو دین میں داخل کرنا ہے جو دین سے نہ تھی۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مدرسہ کو صفہ کہا جاتا تھا، اب مدرسہ کہا جاتا ہے اور اب زمانے کی ارتقاء کے ساتھ اس کی ہیئت ہی اور ہے، تو اب اس طرح کے مدارس کو ناجائز نہیں کہا جائے گا۔

منکرین بدعت کی کوئی ایسی تعریف کریں کہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدیوں بعد لکھی جانے والی حدیث کی کتاب بخاری شریف کا ختم ہر سال منعقد کرانا، اس پر مسرت کا اظہار کرنا، اسے جشن بخاری یا ختم بخاری کا نام دینا، ختم کے بعد شیرینی تقسیم کرنا تو عین حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل کے مطابق ہو، اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے منعقد کرنا بدعت ہو جائے؟

نسائی شریف کی حدیث ہے کہ :

”عن ابی سعید الخدری قال: قال معاویة (رضی اللہ عنہ) ان رسول اللہ ﷺ خرج علی حلقة، یعنی من اصحابہ، فقال: ما اجلسکم؟ قالوا: جلسنا ندعو اللہ ونحمدہ ما ہدانا لدینہ ومن علینا بک قال اللہ ما اجلسکم الا ذلک قالوا اللہ ما اجلسنا الا ذلک قال اما انی لم استحلفکم تہمة لکم وانما اتانی جبریل فاخبرنی ان اللہ عزوجل یباہی بکم الملائکة۔“

(نسائی شریف، باب کیف استحلف الحاکم، حدیث نمبر ۵۴۲۸، مطبوعہ دار السلام ریاض)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے صحابہ کرام کے حلقہ پر آپ نے دریافت فرمایا تم کس وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اللہ سے دُعا اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اپنا دین ہم کو بتلایا اور ہم پر احسان کیا آپ کو بھیج کر، آپ نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم، تم اس وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم اسی واسطے بیٹھے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو اس لئے قسم نہیں دی کہ جھوٹا سمجھا بلکہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ اللہ تم لوگوں سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔“

اس حدیث شریف سے یہ صاف واضح ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے

ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا۔

صحابہ کرام کا مجلس بنا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا کہ ”اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا“ اگر صحابہ کا حلقہ مجلس میں ایسا کہنا بدعت نہیں تو اہل سنت کا حلقہ مجلس کا انعقاد کر کے ایسا کہنا کیوں بدعت ہے؟

اب قارئین ہی انصاف فرمائیں کہ اس حدیث شریف سے نبی کریم ﷺ کی تعریف ثابت ہو رہی یا نہیں؟ اور حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کے احسان کا ذکر، ذکر میلاد نہیں تو اور کیا ہے؟ اور دیوبندی نے بھی اپنے ترجمہ میں اس کا اعتراف کیا ہے، ہم نے نیچے سکین میں اس کو انڈر لائن کر دیا ہے۔

امام قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ”الشفاء بتعريف حقوق المصطفى ﷺ“ میں لکھتے ہیں!

”کان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر لونہ وینحنی“۔

(اندلسی، قاضی عیاض بن موسیٰ، الشفاء بتعريف حقوق المصطفى: ج ۲، ص ۳۳)

ترجمہ۔ یعنی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اقدس سنتے تو ان کا رنگ (بوجہ ہیبت و عظمت اسم اقدس) متغیر ہو جاتا اور نام اقدس سننے کی وجہ سے سرنگوں ہو جاتے تھے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ، (۹۳ھ - ۱۷۹ھ) تبع تابعی ہیں، محدث ہیں، اہل سنت کے فقہ مالکی کے امام ہیں، آپ کی کتاب ”موطا امام مالک“ کا بہت بڑا مقام ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر سے بدکنے والوں سے سوال ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کو کون سی حدیث سے یہ ثبوت ملا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اقدس کو سن کر سر جھکا لیا جائے؟۔ الشفاء میں ”ینحنی“ کا لفظ ہے، یعنی ادب سے جھک جاتے، کیا اتنے بڑے امام اور محدث کو کسی نے بدعتی کہا ہے؟، یہ صرف منکرین کا کام ہے کہ خود تو اپنے نصیب میں ادب کرنا ہے نہیں، اور جو بھولے بھالے مسلمان تعظیم و ادب کرتے ہیں، ان کو پریشان کرتے ہیں اور ان کے پیچھے لٹھ لے کر پڑے ہوئے ہیں کہ یہ بدعت ہے وہ بدعت ہے، اور اپنے اس گھناؤنے جرم سے پیٹ پالنے کے لئے مسلمانوں میں تفرقہ کا باعث بنے ہوئے ہیں۔

امام مالک علیہ الرحمہ (تبع تابعی) مدینہ منورہ میں سوار ہو کر نہیں نکلتے تھے، اس کا سبب یہ فرمایا کرتے تھے کہ سواری کے سم سے ایسی سرزمین کے روندنے میں جہاں رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک ہو مجھے اللہ سے شرم و حیا آتی ہے۔

(بستان المحدثین، از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۲۲)

امام مالک علیہ الرحمہ کے ان معمولات سے ہم پر وارد شدہ الزام کو باطل کرنے کی وجہ استدلال یہ ہے کہ اگر بقول

مخالفین ہر وہ کام جو قرونِ ثلاثہ (عہدِ رسالت و صحابہ و تابعین) سے ثابت نہ ہو بدعتِ سیئہ، گمراہی اور دخولِ جہنم کا باعث ہے تو امام مالک علیہ الرحمۃ پر اعتراض ہوگا کہ ان کے یہ کام بھی قرونِ ثلاثہ میں ثابت نہ تھے، صحابہ کرام نے نہیں کئے، تو کیا معاذ اللہ! مخالفین کے نزدیک امام مالک گمراہ اور جہنمی ہیں اگر مخالفین اس کا اقرار کریں تو یہ باطل و مردود ہے کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ اہل اسلام نے امام مالک علیہ الرحمۃ کو بالاتفاق حدیث و فقہ کا امام تسلیم کیا ہے نہ کہ گمراہ اور جہنمی۔

اور اگر مخالفین امام مالک علیہ الرحمۃ کے گمراہ اور جہنمی ہونے کا انکار کریں تو پھر ان افعال پر ہمیں گمراہ اور جہنمی بنانے کی تردید ہو جائے گی جو بہ ہیئت کذا یہ (موجودہ حالت میں) قرونِ ثلاثہ میں ثابت نہ تھے۔

**اولاً:** یہ بات مخالفین کے اختراعی قاعدہ کے بطلان سے متعلق بیان ہوئی ہے۔

**ثانیاً:** ہم پوچھتے ہیں کہ مخالفین کا یہ قاعدہ بیان کرنا کہ وہ ہر کام جو قرونِ ثلاثہ (عہدِ رسالت و صحابہ و تابعین) سے ثابت نہ ہو وہ بدعتِ سیئہ، گمراہی اور دخولِ جہنم کا باعث ہے۔

کونسی آیت قرآن یا حدیثِ حبیبِ رحمن سے ثابت ہے؟ اگر ثابت نہیں اور ہرگز ثابت نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ مخالفین کا علی الاطلاق ذکر کردہ یہ قاعدہ ہی اختراعی اور من گھڑت ہے۔

**ثالثاً:** ہم یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ امام مالک علیہ الرحمۃ کے ذکر کردہ معمولات قرونِ ثلاثہ میں ثابت نہ بھی ہوں مگر ان کی اصل تو شریعتِ مطہرہ میں ملتی ہے اور وہ تعظیم و محبتِ رسول ہے کیونکہ امام مالک علیہ الرحمۃ کا ان افعال مذکورہ پر عمل پیرا ہونے کی بنیاد بلاشبہ تعظیم و محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تھی نیز یہ افعال خلاف شرع بھی نہ تھے اور یہ بات **أظهر من الشمس وأبين من الأمس** ہے کہ تعظیم و محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاکید و اہمیت، کتاب و سنت میں جا بجا آئی ہے لہذا یہ کام اگرچہ بدعت (نئے) ہی کیوں نہ ہوں مگر قابلِ اعتراض نہیں بلکہ باعثِ اجر و ثواب ہوں گے کیونکہ ان کی بنیاد و بنی محبتِ مصطفیٰ اور تعظیمِ مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے جو کتاب و سنت سے ظاہر و باہر (روشن) ہے۔

کسی کام کا کرنا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ و ائمہ سے منقول نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ انہوں نے یہ کام کیا ہی نہ ہو البتہ یہ فائدہ ضرور حاصل ہوگا کہ احادیث و آثار میں اس کام کا کرنا بیان نہیں ہوا نہ یہ کہ اس کام کا نہ کرنا بیان ہوا ہے جیسا کہ مخالفین نے سمجھ لیا ہے لہذا مخالفین اگر سچے ہیں تو بتائیں کہ کس حدیثِ رسول یا اثرِ صحابی میں یہ بیان آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میلاد نہیں منایا ہے؟ ہماری

طرف سے مخالفین کو اجازت ہے کہ وہ تمام کتبِ احادیث و آثار کا مطالعہ کر کے ایک ایسی حدیث یا اثر بحوالہ بیان کر دیں جس میں یہ مذکور ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہو کہ ہم نے میلاد نہیں منایا یا ہم میلاد نہیں مناتے ہیں باقی رہی اصول کی بات تو سنئے ”تفسیر کبیر“ میں امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں ہے:

**عدم الوجدان لایدل علی عدم الوجود۔**

(”التفسیر الکبیر“ بقرة: ۸۱، ج ۱، ص ۵۶۹، طبعہ دار احیاء التراث، بیروت)

ترجمہ: یعنی کسی چیز کا نہ پایا جانا اس کے نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔  
”فتح القدیر“ میں ہے:

**عدم النقل لا ینفی الوجود۔**

(”شرح فتح القدیر“، کتاب الطہارات، ج ۱، ص ۲۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

یعنی کسی چیز کے منقول نہ ہونے سے اس کی نفی نہیں ہوتی ہے۔

برسبیل تنزیل بقول مخالفین نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میلاد نہیں منایا لیکن اصول میں سے ایک اصل یہ بھی ہے کہ کسی کام کا نہ کرنا الگ بات ہے اور کسی چیز سے منع کرنا الگ بات ہے۔ پس معلوم ہوا کہ وہ کام ممنوع ہے جس سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع کیا ہے لیکن وہ کام مطلقاً ممنوع نہیں ہے جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا } [الحشر: ۷]

ترجمہ: اور رسول جو تمہیں دیں تو وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں تو اس چیز سے رک جاؤ

اللہ تعالیٰ نے یوں نہیں فرمایا کہ **ما فعل الرسول فخذوه وما لم يفعل فانتھوا** یعنی جس کام کو رسول نے کیا اسے تو کر لو اور جو کام نہیں کیا اس سے رک جاؤ لہذا مخالفین زیادہ بات بنانے کے بجائے ایک ایسی قرآن کی آیت یا کوئی حدیث رسول بتائیں جس میں اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میلاد منانے سے منع کیا ہو اگر ایسی بات نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو فرمانِ الہی پر غور کریں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ**



يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ [النحل: ۱۱۶]۔

ترجمہ: اور جھوٹ نہ بولو جن کے بارے میں تمہاری زبانیں بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اس طرح تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹا افترا باندھو گے، بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹے بہتان تراشتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔  
امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

”میرے نزدیک میلاد کے لئے اجتماع تلاوت قرآن، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے مختلف واقعات اور ولادت کے موقع پر ظاہر ہونے والی علامات کا ذکر ان بدعات حسنہ میں سے ہے جن پر ثواب مترتب ہوتا ہے کیوں کہ اس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت اور آپ کی آمد کی خوشی کا اظہار ہے۔“

(”الحاوی للفتاویٰ“، ج ۱، ص ۲۲۱، دار الفکر، بیروت)

شیخ ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ لکھتے ہیں:

”بعض لوگ جو محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں ان کا یا تو مقصد عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہے کہ جس طرح وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دن مناتے ہیں یا مقصد فقط رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم ہے اگر دوسری صورت ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے عمل پر ثواب عطا فرمائے گا۔“

(اقتضاء الصراط المستقیم، مطبوعہ ریاض، ص ۶۱۹)

نیز لکھتے ہیں:

”اگر محفل میلاد کے انعقاد کا مقصد تعظیم رسول علیہ الصلاۃ والسلام ہے تو اس کے کرنے والے کے لئے اجر عظیم ہے جس طرح میں نے پہلے بیان کیا ہے۔“ (اور صاف ظاہر ہے کہ مسلمان ممالک میں محافل میلاد کے انعقاد میں سوائے تعظیم و محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور کوئی بھی مقصد پیش نظر نہیں ہو سکتا)۔

(”اقتضاء الصراط المستقیم“، ص ۶۲۱)

## میلاد کی خوشی میں اہل حرمین کا جلوس

”امام قطب الدین حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۹۹۰ھ) جو کہ مکہ مکرمہ میں علوم دینیہ کے استاذ تھے، اہل مکہ مکرمہ کے معمولات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”۱۲ ربیع الاول کی رات ہر سال باقاعدہ مسجد الحرام میں اجتماع کا اعلان ہو جاتا تھا، تمام علاقوں کے علماء،

فقہاء، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجد الحرام میں اکٹھے ہو جاتے، تمام مشائخ اور مشہور معزز لوگوں کے طائفے (جگتھے) ادائیگی نماز کے بعد سوق اللیل سے گزرتے ہوئے مولد النبی ﷺ کی زیارت کے لئے جاتے، ان کے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں شمعیں، فانوس اور مشعلیں ہوتیں، وہاں لوگوں کا اتنا کثیر اجتماع ہوتا کہ جگہ نہ ملتی، پھر ایک عالم دین وہاں خطاب کرتے، تمام مسلمانوں کے لئے دُعا ہوتی پھر تمام لوگ دوبارہ مسجد حرام میں آجاتے، واپسی پر مسجد حرام میں بادشاہ وقت دستار بندی کرتا، پھر عشاء کی اذان اور جماعت ہوتی، اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے، یہ اتنا بڑا اجتماع ہوتا کہ دُور دراز دیہاتوں، شہروں حتیٰ کہ جدہ کے لوگ بھی اس محفل میں شریک ہوتے اور آپ ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے تھے۔

(شیخ قطب الدین مکی حنفی: الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام، مطبوعہ مطبع خیر یہ مصر ۱۳۰۵ھ، ص ۲۹۷، ۲۹۸)

امام حافظ ابو محمد عبد الرحمن شہاب الدین ابو شامہ مقدسی شافعی علیہ الرحمہ المتوفی ۶۶۵ھ (جو کہ مرتبہ اجتہاد پر فائز تھے) نے بدعت کے موضوع پر ایک کتاب ”الباعث علی انکار البدع والحوادث“ لکھی جس میں انہوں نے بدعت کی نشان دہی کرتے ہوئے واضح کر دیا ہے کہ محفل میلاد ہرگز ہرگز بدعت نہیں اگر اسے بدعت کہنا ہی ہے تو بدعت حسنہ (یعنی اچھا نیا طریقہ) کہا جائے، ان کی عبارت مع ترجمہ درج ذیل ہے :

”ومن احسن البدع ما ابتداء فی زماننا هذا من هذا القبیل ما کان یفعل بمدينة اربل کل عام فی

الیوم الموافق لیوم مولد النبی ﷺ من الصدقات والمعروف و اظهار الزینة والسرور فان ذلك مع ما

فیہ من الاحسان الی الفقراء یشعر بمحبة النبی ﷺ و تعظیمہ و جلالته فی قلب فاعله و شکر اللہ تعالیٰ

علی ما من بہ من ایجاد رسولہ الذی ارسلہ رحمة للعالمین ﷺ“ -

(الباعث علی انکار البدع والحوادث، مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۹۸۱ء، ص ۲۱)

(ہمارے زمانے میں شہر اربل میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن جو صدقات، اظہار زینت اور

خوشی کی جاتی ہے، یہ بدعت حسنہ کے زمرے میں شامل ہے، کیونکہ اس کے ذریعے فقراء کی خدمت کے علاوہ حضور

ﷺ کی محبت، جلال اور تعظیم کا بھی اظہار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بصورت رحمتہ للعالمین جو عظیم نعمت عطا فرمائی اس

پر شکر یہ بھی ہے۔)

(امام ابو شامہ علیہ الرحمہ کے اس عقیدہ پر وہابی محشی نے حاشیہ میں اپنی بد عقیدگی کی وجہ سے اختلاف کیا ہے

ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہم مصنف کی بات مانتے ہیں)

محدث امام ابو محمد ابوالقاسم شہاب الدین عبدالرحمن بن اسماعیل المقدسی الشافعی دمشقی المعروف بابی ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۶۵ھ) کوئی معمولی عالم نہیں تھے، حافظ ابن کثیر دمشقی اور ان کے شاگرد مشہور نقاد حافظ شمس الدین ذہبی نے ان کو ”مجتہد“ لکھا یعنی یہ مسائل میں اجتہاد کر سکتے تھے۔

(حافظ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، جز ۱، ص ۷۳)

(حافظ شمس الدین ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ص ۱۶۰)

امام ابوشامہ نے صاف لکھا کہ اس دن جو صدقات، **اظہار زینت اور خوشی** کی جاتی ہے یہ بدعت حسنہ میں شامل ہے۔ بدعت حسنہ بُرا کام نہیں ہوتا، اچھا کام ہوتا ہے،

کیا جھنڈے لگانا، بلب روشن کرنا، بلبوں کی لڑیاں جھالریں لگانا **اظہار زینت اور جلوس نکالنا خوشی** میں شامل نہیں؟

سمجھنے والے کے لئے تو یہ کافی ہے، ضد اور ہٹ دھرمی کا علاج نہیں ہوتا۔